(قسط نمبر ۱)　　ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی، ملتان

تنبیہ الزوجین

عریانی سے فحاشی تک:

عریاں عربی زبان کا لفظ ہے۔ اردو زبان میں بھی انہی معنوں میں مستعمل ہے۔ العریۃ، معنی ننگا پن۔ العریۃ، سے عریاں بمعنی برہنہ، ننگا ہے۔ مونث اسم ''عریانی'' صیغہ ہے اس سے اسم کیفیت ''عریانیت'' ہے۔ المعریٰ جسم کا وہ حصہ ہوتا ہے جو کپڑے سے نہ چھپایا جائے۔ جیسے چہرہ اور ہاتھ۔ عریاں اور عریانی اردو زبان میں کثیرالاستعمال ہیں۔ عام طور پر ایسے مرد اور عورت جو اپنے ستر کو نہ ڈھک کر رکھیں ان لوگوں کو یا ان تصویروں کو عریاں کہتے ہیں۔ اخبارات سینما کا پوسٹر اور اب تو ٹیلی ویژن کی اسکرین پر بھی عریانی روز افزوں ترقی پر ہے۔ عریانی پہلے بھی ہوتی تھی مگر موجودہ ترقی پسند معاشرے میں جو عورت نے عریانی میں کردار ادا کیا وہ ترقی پسندی کی معراج بن گئی ہے۔ یورپ، امریکہ جو لوگ گئے ہیں وہ اپنی آنکھوں سے عریانی کے نظارے دیکھ چکے ہوں گے۔ وہاں کی دیکھا دیکھی یورپ پلٹ صاحبان نے عورت کے جائز مقام احترام سے ہٹا کر دوپٹہ اتار دیا اور قمیص بھی برائے نام پہنا کر ایڈوانسمنٹ کی خشت اول رکھ دی۔ اس خشت اول میں کجی موجود ہے وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج　　تا ثریا می رود دیوار کج

عریانی:

فحاشی کی خشت اول ہوتی ہے فحاشی بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس اسلوب سے یہ استعمال ہوتا ہے کسی زبان میں اس کا نعم البدل نہیں۔ لغت کے اعتبار سے 'فحاش' اسم مذکر ہے۔ جس کے معنی بدچلن، بے حیا، اس سے فحش اسم صرف ہے جس کے معنی بے ہودہ۔ قابل شرم، جنسی بدکلامی، بے حیائی کی باتیں لچر کام ہوتے ہیں۔ اس سے فحاشی، مونث ہے۔ الفاحشۃ بمعنی گناہ۔ قبیح گناہ کے ہیں اس سے اسم مبالغہ الفحشاء یا فحاشہ ''الفحش'' الفحش نکلتا ہے۔ بمعنی گندہ قول یا فعل سے صفت متبدۂ فحشاء ہے فاحشہ مونث یعنی بدکارہ عورت ہے۔

امام راغبؒ لکھتے ہیں کہ فحشاً اور فاحشہ وہ اقوال اور اعمال ہیں جن کی قباحت اور برائی بہت زیادہ ہو۔ فحشاء کا اطلاق زنا پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ جو قبیح ترین افعال میں سے ایک ہے۔

قاضی بیضاویؒ نے انما یامرکم بالسوء و الفحشاء کی تفسیر میں بتایا۔ (مفردات) یعنی شیطان تم کو برائی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے۔ اس کے ذیل میں لکھا ہے کہ سوء اور فحشاء سے مراد گناہ ہیں۔ مگر سوء تمام برائیوں کو سمیٹے

ہوئے ہے جبکہ فحشاء صرف کبیرہ گناہوں کیلئے بولا جاتا ہے جو برائیوں میں 'سوء' سے بڑھ گئے ہوں ایک قول یہ بھی ہے کہ 'سوء' ان گناہوں کو کہتے ہیں جن پر شرعی حد جاری نہیں ہے۔ اور فحشاء ان گناہوں کو کہتے ہیں جن پر شرعی حد جاری ہوتی ہے۔ (قاموس القرآن ص ۲۹۴)

عریانی کے منابع:

عریانی کے منابع میں سرفہرست وہ عوامل ہیں جسے آج کل میڈیا کہتے ہیں اس میڈیا نے نسل نو کو تباہ کرنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ عریاں تصویریں اور آبرو باختہ عورتوں کی شبیہیں اور کیپرنگ کی آڑ میں ایسے ایسے ''ایڈز'' اشتہارات ہر مکان و دوکان میں روز پہنچی رہتی ہیں گھر گھر' بازار بازار ٹیلی وژن تواتر سے رکیک اور گھٹیا درجے کے ڈرامے' بے حیائی اور عریانی سے بھرپور جسمانی حرکات اتنا مزین کر کے پیش کئے جاتے ہیں ہر لڑکے اور لڑکی کی نگاہ میں ان حیا باختہ ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے کردار۔ حرکات وسکنات اسوہ خوابیدہ بن جاتے ہیں۔ ان شوق پرور۔ تمنا آفرین اور نگاہ سوز کھیل تماشوں کو دیکھ کر دونوں صنفوں کی نوجوان اور جوان نسل کے بے چین ولولے ہر سمت بلکہ ہمہ طرف عشق و رومان کے مواقع ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ان بے حیا اور آبرو باختہ حرکات کے علاوہ جب مانع حمل کے اشتہار اور ان کے مکالمے جن میں مانع حمل کے سرعام ٹیلی ویژن پر آتے ہیں تو لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی میاں بیوی کی دلچسپ گفتگو نوجوانوں کی دلچسپی کا باعث بنتی ہے۔ نسل نو کے وہ بچے جو بھی بلوغت کی پہلی سیڑھی پر قدم رنجہ بمشکل ہوتے ہیں بڑے بھول پن سے ماں سے پوچھتے ہیں۔ امی۔ بچہ کیسے پیدا ہوتا ہے۔ امی۔ یہ ڈاکٹر کیونکر کہہ رہی ہے کہ بچے کم پیدا کرو۔ امی۔ میں کیسے پیدا ہوا تھا۔

دیکھ لیجئے ٹی وی کے ان مکالمات نے بچوں کے ذہن میں کرید ڈالدی ظاہر ہے اسکول جاکر آپس میں بچے ضرور ذکر کرتے ہوں گے۔ اور وہاں کوئی نہ کوئی گرگ باراں دیدہ ضرور تمام کوائف سے آگاہی بخشتا ہوگا۔ الغرض ان مکالمات سے نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس نے فطرت حیوانی کی متقضیات کو نظرانداز کر دیا۔ مغربی تمدن میں تو یہ بری بات نہیں وہاں اسکول کے سب بچوں کو معلوم ہے کہ مرد اور عورت ملاپ کیسے ہوتا ہے۔ جیسے ہی وہ سن بلوغ کو پہنچتے ہیں ماہر فنکار کی مانند فنکاری کرتے ہیں۔ مگر رونا ہماری اس تہذیب کا ہے جہاں عریانی کی دست اندازی سے نوجوان نسل آئندہ بیس سال کے بعد اگر یہی حالات رہے تو کہیں کی نہ رہے گی۔

نوجوان نسل پر جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس نے صنفی تعلق کے حیوانی مقاصد یعنی تناسل اور بقائے نوع کو یہاں تک نظرانداز کر دیا کہ انسان جو احسن تقویم کے لئے پیدا کیا گیا تھا اب اسفل سافلین کے گہرے غار پر پہنچ رہا ہے۔ یعنی اس سب تماشائے اہل کرم کو دیکھ کر اسی تعلق کے فطری نتیجہ میں اولاد کی پیدائش کو روک دیتا ہے۔ آپ خوب سمجھ ہیں کہ جائز اولاد روکنے کے لئے کس قدر خوش گوار ماحول اور بدکاری کے لئے جامع منصوبہ بندی مہیا کر رہی ہے۔

ایک یہی خوف تھا وہ بھی جاتا رہا۔

اس نام نہاد اخلاقی اور انسان کے داعیات جسمانی کی رعایت میں اس قدر غلو نے فطرت انسانی تو در کنار فطرت حیوانی کے کشش محرکات کو بھی شہ مات دے کر رکھ دیا ہے۔ ظاہر ہے اس قسم کے تعلق نے زوجین کے درمیان محبت، تعلق اور تعاون بازاری قسم کا بنا دیا۔ اب نہ یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اس سے کوئی صالح اور ترقی یافتہ اسلامی تمدن وجود میں آسکتا ہے اور نہ نمود و نمائش بھری عریانی کو بیک گیئر لگ سکتا ہے۔ شکست دینے کی ذمہ داری بڑی حد تک اس نام نہاد زن و مرد کے اشتقاق پر ڈالی جاسکتی ہے۔ جس کے اثرات تیسری نسل میں یعنی آج سے ربع صدی بعد ہوں گے

عورت کی فطرت:

اس سے پہلے کہ موضوع آگے بڑھایا جائے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ملکات نفس جبلی کے ماتحت ہوتی ہیں۔ جبلت بدلا نہیں کرتی۔ نہ انسان جبلی امور کے بدلنے پر مکلف ہے کیونکہ ان کا بدلنا غیر اختیاری ہے۔ البتہ ان کا مقتضیات پر عمل کرنا جبلی نہیں۔ بجز اختیاری لہذا ہمت کر کے اختیار سے کام لیا جائے اور ان ملکات سے مقتضیات پر عمل نہ ہونے دیا جائے۔ باقی نفس ملکات چاہے جتنے فاسد ہوں وہ اس وقت قابل افسوس نہیں جب تک ان پر عمل نہ ہو۔ بلکہ ایک معنی سے قابل مسرت ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے مشقت، تردد بڑھتا ہے جس سے عمل کا اجر بڑھتا ہے اور نفس کا تزکیہ برحال ہوتا ہے۔ اس بات کو مولانا روم نے کیا خوب بتایا ہے۔

شہوت دنیا مثال گلخن است		کہ ازو حمام تقویٰ روشن است

غور فرمایئے! انسان اور خصوصاً عورت کی فطرت میں شرم و حیا کا جو مادہ رکھا گیا ہے اس کو بخوبی سمجھنے کے لئے اور عملاً لباس اور طرفہ معاشرت کی صحیح ترجمانی کرنے میں سوائے اسلام کے اور کسی تمدن اور مذہب کی کامیابی نہیں ہوئی۔ اسلام ہی ہے جس میں اس فطرت انسانی کے ہر نشیب و فراز کی قدم قدم پر راہ نمائی کی گئی ہے۔ شرم و حیا کو انسان اور خاص کر عورت کو بہترین صفات میں شمار کیا۔ ستر عورت کی صحیح حدود معین کیں۔ مردوں اور عورتوں کے لباس اور ان کے آداب، اطوار، حیاداری کی صورتیں مقرر کیں۔ معاشرت میں مرد اور مرد۔ عورت اور عورت۔ مرد اور عورت کے درمیان حیاء اور حجاب کی مناسب اور معقول درجہ بندی ہی نہیں کی بلکہ تہذیب و شائستگی اور اخلاق عامہ کے نقطہ نظر سے عورت کو حد درجہ محترم بنایا گیا۔

مگر افسوس یہ ہے کہ ہم نے اس امور میں تغافل برتا۔ کچھ تو ہر دور میں سربراہان مملکت کی نگاہ کج رفتار اور کچھ ان کے نظر کرم پر قربان کر دیا۔ کچھ غیر مسلم قوموں کے رسم و رواج کو اپنا کر ضائع کر دیا حالانکہ رسم و رواج اجتماعی حالات کے ساتھ بدل جانے والی چیز ہوتی ہے اور ذاتی رجحان اور انتخاب پر منحصر ہوتا ہے۔ جذبہ شرم و حیا ہندوستان میں ہزاروں سال قبل سے لے کر آج تک پوجا پاٹ کرنے والے مندروں کے پجاریوں اور انکی داسیوں میں مفقود تھا۔ جو بے حیائی

وعریانی اور عریان لباس برہنہ ناچ بتوں کی خوش اندامی کے لئے جاری وساری رہتے تھے۔ یہی برہنگی اور عریانی کی روز افزوں تحریک ۔اخلاق وعصمت کی مٹی پلید کرتی رہتی تھی۔ اس کے بعد جو مسلمان حکمران آئے انہوں نے بھی (ایک دو سوا) کبھی ان میں مداخلت نہ کی بلکہ ہمت افزائی ہی کی اپنے حرم میں سب کچھ بے حس' بے شرم حکمران سب کچھ کرتے رہے۔ان کی دیکھا دیکھی ہندوستانی مسلمان کے تمدن میں یہ عریانی 'فحاشی روح رواں بنتی رہی۔ آج اس کے نتیجے کھلے عام دیکھ رہے ہیں۔

ستر عورت اور حیاداری کا تعلق اخلاق اور شائستگی سے نہیں بلکہ انسان کی داعیات صنفی سے ہے۔ جو رہا سہا تھا وہ تعلق فرنگیوں نے آ کر ختم کر دیا۔عورت کو معاشی' تمدنی غلامی سے نجات دلانے کی اشتہا نے وہ گل کھلائے کہ یہاں کی عورت نے بھی مغربی ممالک کی عورت کے رہن سہن' چال چلن طور طریق اپنا لئے کیونکہ ان میں بڑی جاذبیت تھی۔ قانون فطرت کو جاننے کے باوجود ان کی خلاف ورزی کی۔عورت کو مغرب زدہ مساوات دینے کا نعرہ لگا کر ہوائے نفس کو اس افراط وتفریط کی جانب بہالئے گئے کہ تمام اسلامی نظریات دھرے کے دھرے رہ گئے۔اس ناعاقبت اندیشی کے نتائج میں ہم اس بحر بیکراں میں کہیں کے نہ رہے۔

قرآن اور فحاشی

قرآن پر ہر مسلمان کا ایمان ہے اور تمام ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ پڑھیئے فحاشی کے لئے کیا کہتا ہے۔

ترجمہ: ''جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحاشی پھیلے وہ لوگ دنیا آخرت میں دردناک سزا پائیں گے۔'' (النور۔۱۹)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ اس کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں فحاشی اور برائیوں کی طرف راغب کرے گا'' (النور۔۲۰)

اس آیت کریمہ سے فحاشی پھیلانے کا مفہوم تمام صورتوں پر حاوی ہے ان کا اطلاق بدکاری کے اڈے ہی نہیں بلکہ وہ تمام اسباب وعلل ہیں جو بداخلاقی اور فحاشی کی ترغیب دیتے ہیں لوگوں کے جذبات کو اکسانے والے کہانی' قصوں' اشعار' گانے بجانے اور تصویروں پر مشتمل ہوتے ہیں تصویریں اور تصویروں میں کہانیاں اس عیب سے مبرا نہیں' یہاں تصویروں کا مفہوم صرف نیم برہنہ یا برہنہ ہی نہیں بلکہ ڈرامے' پاپ میوزک شو جو ٹیلی ویژن پر دکھائے جاتے ہیں جس میں بغیر بازو کے سینہ بند' گھٹنوں سے بلند' پیٹ کھلے زیر جامے پہن کر رقص وسرور کے تماشے کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔بعض غیر ملکی چینلز تو اس میں کمال کو پہنچ چکے ہیں ان کی حرص میں ملکی کیبل والوں نے بھی ایسی فلمیں دکھانی شروع کر دیں کہ ماں بیٹا' باپ بیٹی ساتھ نہیں دیکھ سکتے۔ ممکن ہے آج سے دس برس بعد دیکھ سکیں۔ خواتین کے روپ پردہ سکرین پر دیکھیں جو اپنے غیر اسلامی اطوار یعنی چہرے پر کھلی زلفیں لہراتی۔ کندھوں کو مٹکا کر سینہ کے نشیب وفراز نمایاں

کر کے ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں کسر اٹھا کے نہیں رکھتیں۔ نیز وہ کلب اور ہوٹل بڑے زور شور سے اخباروں میں مشتہر ہوتے ہیں جہاں مخلوط رقص، مخلوط تفریحات کا باقاعدہ انتظام ہوتا ہے۔ یہ سمجھ لیں کہ اگر آپ مسلمان ہیں اور قرآن پر آپ کا ایمان ہے تو قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ یہ سب مجرم ہیں۔ یعنی ناچنے گانے والے اور ایسی محفلوں کا انعقاد اور تحریک کرنے والے بھی مجرم ہیں ایک اسلام کی داعی حکومت کا فرض ہے کہ اگر آپ اسلام اسلام کرتے ہیں تو صرف قرآن پڑھنے پڑھانے سے کام نہیں چلے گا حکمران سے باز پرس بھی ہوگی کہ اس نے ان برائیوں کا سدباب کیوں نہیں کیا۔ یہاں آپ کو ایک تاریخی حقیقت ضرور سناؤں گا:

''شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات''

اٹھارویں صدی میں فرانسیسیوں اور برطانوی انگریزوں نے شمالی افریقہ میں بہت ردوبدل کر ڈالی۔ معاشی اعتبار سے ان کا تسلط تھا۔ مصر کے حکمران ''سلطان خدیو'' تھے۔ ملک حبشہ نے مصر پر چڑھائی کر دی اور کافی علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ جنگ جاری تھی' ایک دن سلطان خدیو نے جامعہ الازھر کے تمام بزرگ عالموں کو دعوت دی اور حالات بتائے اور مشورہ کیا۔ فیصلہ ہوا کہ قرآن اور احادیث پڑھی جائیں۔ دعائیں کریں' دس دن میں جامعہ الازھر میں سولہ ہزار قرآن ختم ہوئے اور تمام مدارس میں احادیث شب و روز پڑھی جاتی رہیں' مگر مصر کو پے در پے شکست ہوتی رہی۔ فتح نہ ہوئی۔ آخر کار ''سلطان خدیو'' خود جامعہ الازھر گیا اور تمام علماً و صلحاء کو جمع کیا اور صورت حال بتائی اور بولا کہ اب تو خدا بھی نہیں سنتا۔ تم لوگوں نے سولہ ہزار مرتبہ ختم قرآن کیا۔ کیا ہوا شکست۔ سب عالم گھٹنوں میں منہ دیئے بیٹھے رہے۔ جب سلطان خدیو اٹھنے لگا تو ایک بزرگ اٹھے اور بولے کہ سلطان تم ملک کے سربراہ ہو۔ تم نے خدا کو راضی کرنے کا کیا کام کیا تھا۔ سلطان بولا کیا مطلب ہے تمہارا' ہم نماز پڑھتے ہیں' قرآن پڑھتے ہیں' روزے رکھتے ہیں اور کیا کریں۔ وہ بزرگ جن کا نام ابوالمکارم تھا۔ سیدھے کھڑے ہوگئے۔ سب حاضرین دل میں سوچنے لگے کہ اب ابوالمکارم کی گردن ماری جائے گی۔ لوگوں نے اشارے سے روکنے کی کوشش بھی کی مگر وہ بولتے ہی رہے' فرمایا

سن لو اچھی طرح۔ تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں (اور حدیث سنائی) جو حکمراں اپنی سلطنت میں بدکاری' بے حیائی' فحاشی جس کو وہ روکنے پر قادر ہے نہیں روکتا۔ اس کی بات اللہ تعالیٰ نہیں سنتا۔ تمہاری سلطنت میں عریانی' فحاشی' بدکاری عام ہے۔ شراب عام ہے۔ عورتیں کھلے عام سر کھلے بغیر حجاب کے' ستر کھلے رہتی ہیں۔ کلبوں میں ڈانس کرتی ہیں پھر تم کس منہ سے کہتے کہ اللہ کریم تمہاری بات سنے۔ سلطان خدیو بولا میں کیا کروں' یہ فرنگی جب سے یہاں آئے ہیں تو یہاں کی قوم نے ان کے طور طریق اپنا لئے اور اٹھ کر چلا گیا۔ آخری بات ضرور بتادوں اس سلطان کو فرنگیوں نے اقتدار لے کر دیا تھا تو کس طرح ان کی مرضی کے خلاف بول سکتا تھا۔ آپ غور کریں ہمارے ملک اور دیگر اسلامی مملکتوں کے سربراہ بھی آج کل انہی فرنگیوں کے رحم و کرم پر ہے جنہوں نے ان کو مسند اقتدار بٹھا رکھا ہے۔

اسلامی حکومت کے قانون تعزیرات میں ان تمام افعال کو مستلزم سزا ہونا چاہیے جن کو قرآن یہاں عوام کے خلاف جرم قرار دے رہا ہے اور اس کے ارتکاب کرانے والا ملک کا سربراہ جس کے ملک میں یہ سب کچھ کھلے عام ہو رہا درحقیقت سزا کا مستحق ہے۔ وہ یاد رکھے سربراہ بچ نہ سکے اس کے لئے روز حشر بڑا خراب دن ہوگا۔ وہاں اسے سزا ضرور ملے گی کہ اس نے فحاشی کو کیوں نہیں روکا۔ صرف اس لئے اس کا غیر ملکی آقا اس سے ناراض نہ ہو۔ اگر آپ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہی شیطان آپ کو برائی' بے حیائی کی نجاستوں میں آلودہ کرنے کے لئے تلا بیٹھا ہے۔ ۱۹۹۱ء کا ذکر ہے کہ امریکی بمباری نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو وہاں سے بمشکل یہاں پہنچا۔ دوران گفتگو اس سے وہاں کی حالت زار سنائی اور بتایا کہ بغداد کی تمام مساجد میں ایک ماہ "دعائے قنوت نازلہ" کا ورد ہوتا رہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شکست دی۔ ایک صاحب قرآن جو ہمارے ساتھ تھے فوراً بولے آپ کے سوال کا جواب قرآن میں موجود ہے۔

ترجمہ: اور رسولؐ فرمائیں گے کہ اے میرے رب میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو نشانہ تضحیک بنالیا تھا" (الفرقان۔۳۰)۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ ان لوگوں نے قرآن کو قابل التفات نہ سمجھا۔ اس کو اپنے ہذیان کا ہدف بنالیا تھا (تفہیم القرآن ج۳۔ص ۴۴۷)

زن و مرد کا مخلوط غسل:

جو لوگ نبی ﷺ کی ہدایات سے محروم ہیں اور شرم و حیا سے خالی ہیں۔ ان کا نفس شرم و حیا کی پابندی سے گریزاں ہے اس لئے ایسے لوگ جو دین حق کے پابند نہیں ہوتے شرم و حیا سے آزاد ہوتے ہیں۔ مل جل کر غسل کرنا جاہلیت کی تہذیب قدیم میں بھی رائج تھا اور اب تہذیب جدید میں بھی طرہ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ آپ سمندر کے کنارے چلے جائیے۔ دیکھئے کیا ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے کلب گھروں مغربی تہذیب کے دلدادہ سوئمنگ پولز میں کیا کیا گل کھلاتے ہیں پھر تالابوں کے کنارے کرسیوں پر برائے نام چیتھڑے لپیٹے پڑے رہتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں سوئمنگ پولز یا سمندر کے 'بی چیز' تو نہیں تھے مگر عہد رفتہ کے حمام ضرور تھے اور سلیقہ غسل اہل حجاز کے رواج میں داخل تھا۔ حضور ﷺ مردوں اور عورتوں کو ایسے مشترکہ حماموں میں غسل کرنے سے صاف صاف منع فرمادیا۔ اور حکم دیا کہ مرد تہبند لپیٹ کر نہایا کریں۔ کوئی عورت مرد کا ستر نہ دیکھ سکے۔ عورت کا حمام میں کسی حالت میں بھی غسل کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ عورت اگر سارے کپڑے پہن کر غسل کرے گی تو مرد کی نگاہیں پانی سے بدن پر چپکے ہوئے کپڑوں اور جسم کے خدوخال پر ضرور پڑیں گی اور ایسی عورت میں عورت مزید کشش کا باعث بن جائے گی۔ ترغیب اور ترہیب کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اپنی بیوی کو

حمام میں داخل نہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جہاں ستر کھلی عورت موجود ہو۔'' (مشکوۃ شریف۔ترمذی۔نسائی)

سابقہ مشرقی پاکستان۔موجودہ بنگلہ دیش کبھی جا کر دیکھیں مسلمان اور مرد عورتیں تالابوں' جوہڑوں' نالوں اور دریا کے کنارے کھلے عام نہاتے ہیں' کپڑے دھوتے ہیں۔ بالعموم بے لباس ہو کر اپنے وہی کپڑے دھو کر پھر پہن لیتی ہیں۔مشترکہ غسل عام ہے۔ ماں' باپ' بھائی' بہن' خالہ' پھوپھی' اپنا سر' سینہ' پنڈلیاں گھٹنوں سے اوپر تک کھولے کپڑے دھوتی رہتی ہیں۔جن میں جوان لڑکیاں اور پیراں سال عورتیں بھی اپنے رواج کے مطابق ساڑھی' بلاوز غسل کے ساتھ دھوتی رہتی ہیں۔مرد اپنی دھوتی اتار کر نہاتے ہیں اور پھر وہی دھوتی باندھ لیتے ہیں۔سب کام قرآن کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ملاحظہ ہو:

''اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں'' (النور۔۳۱)

''اے نبیؐ مومن مردوں سے کہدو کہ اپنی نظر بچا کے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔یہ ان کے لئے پاکیزہ طریقہ ہے۔'' (النور ۳۱۔۳۲)

موجودہ دور میں جہاں بے حیائی' بے شرمی' فحاشی کے اور حربے استعمال ہو رہے ہیں ایسے ہوٹل بھی ہیں جہاں شراب اور اختلاف مرد و زن کے دروازے کھلے ہیں۔یہاں تیرنے کے لئے تالابوں میں سب اکٹھے مل کر نہاتے ہیں۔تیراکی کے مقابلے ہوتے ہیں۔یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی فحاشی اور دلبستگی عریانی پر ابھارنے کے لئے بہت کچھ اپنے اندر سمیٹے پڑا ہے۔یہ طریقے ہزار داستان تو امریکہ اور یورپ کی ایجاد ہیں۔مگر افسوس مسلمانوں نے سب ترقی پذیری کی چاشنی میں ڈوب کر سیکھ لیا اور اسکوریکریشن' تفریح بنالیا۔اسی کشتیوں کے اکھاڑے ستر کھول کر کشتی لڑنے کی اسلام اور اس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔بڑے بڑے دین دار لوگ خوب مزے سے کشتیاں دیکھتے ہیں اور مسلہ عریانی کو بھول جاتے ہیں کہ ستر کھول کر دکھانے والا اور دیکھنے والا دونوں حرام کام کر رہے ہیں۔ابوداؤد سے مروی ایک حدیث کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان غسل کے ارادے میں کپڑے اتارے کھڑا ہے آپ نے اسے دیکھ کر ایک دن خطبے میں بعد حمد و ثناء کے منبر پر اس کا ذکر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ شرمیلا ہے اور شرم کو پسند کرتا ہے۔تم میں کوئی شخص بھی تنہائی میں ستر کو بغیر ضرورت ننگا نہ رکھے۔اگر غسل کے ارادے سے کپڑے اتارے تو اوٹ میں کھڑا ہو کر۔

شرم گاہیں:

جس طرح ایک چھوٹا بچہ اپنے گھر کی تمام چیزوں اور کھلونوں کو بیکار اور نا قابل التفات سمجھ کر ہر اس نئے کھلونے کی طرف لپکتا ہے جو اسے کسی دوسرے پڑوسی کے بچے کے ہاتھ میں نظر آ جاتا ہے۔اسی طرح جو قوم اپنے آپکو

بھلا بیٹھتی ہے اس کی نگاہیں ہمیشہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی عادی ہو جاتی ہیں اور وہ قوم اپنے علمی وتہذیبی سرمایہ کو یکسر نظر انداز کر کے نئے نظریات نئی تحریکیں اور نئی فکر کو بھاگ کر قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی خود فراموش قوم ان اقوام کی ریشہ دوانیوں کا ہمیشہ نشانہ بنی رہتی ہے۔ جو اپنے افکار۔ اپنے نظام زندگی اپنی تہذیب ومعاشرت کو دنیا میں زیادہ پھیلانا چاہتی ہو۔

کچھ عرصہ سے یہی حال مسلمانوں کا بنا ہوا ہے۔ یہ ہماری تاریخ کا بہت بڑا المیہ ہے کہ جس قوم نے صدیوں تک فکر وعمل کے میدان میں پوری انسانیت کی راہنمائی کی آج وہ قوم خود اپنا راستہ بھول چکی ہے اور اپنی رہنمائی بھی دوسروں سے حاصل کی تگ ودو میں پڑے ہوئے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عہد حاضر کی فکری تحریکوں کو عالم اسلام میں بڑی ہموار او راثر پذیر زمین ملی ہوئی ہے اور مغربی عوامل کے کار پرداز اپنے پنجے گاڑے کامیاب نتائج حاصل کر رہے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارے سربراہان اور علمائے دین بیدار مغزی سے کام لے کر مغربی تہذیب وتمدن سے جو چیزیں مفید اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہوتیں انہیں اختیار کر لیتے کیونکہ مغربی ممالک کے پاس بھی بیشتر چیزیں اسلام سے ماخوذ ہیں مثلاً جذبہ تحقیق وجستجو۔ جہد وعمل کا شوق' ان سے ہی آلات وصنعتیں ایجاد ہوئیں لیکن ایسا نہ کیا بلکہ تاریک رخ کی جانب چل کر عریانی' فحاشی' رقص وسرور' مادہ پرستی' شراب خوری' تصنع وتکلف' آرائش وزیبائش جو اسلامی نقطہ نگاہ سے بدترین مظاہر ہیں اپنا لئے بلکہ ان سے آگے بڑھ جانے کی فکر کرنے لگے۔

مغربی افکار نے جو عریانی اور فحاشی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسلامی معاشرے میں جو گل کھلائے اس فحاشی کے میدان میں شرم گاہوں کو بے عیب بنا کر رکھ دیا۔ جیسا ذکر ہو چکا ہے کہ کلبوں' ناچ گھروں' سمندر کے بیچیز پر شرمگاہوں کی نمائش شہوت رانی کی سیڑھی پر پہلا قدم ہوتا ہے۔ شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد محض ناجائز شہوت رانی سے پرہیز ہی نہیں بلکہ اسلام میں ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے سے پرہیز حکم امتناہی ہے۔ مرد کے لئے ستر کی حد نبی کریم ﷺ نے ناف سے گھٹنے تک مقرر فرمائی۔ حدیث ہے کہ مرد کا ستر اس کے ناف سے گھٹنے تک ہے۔ (بیہقی)

اس حصہ کو اہلیہ کے سوا کسی اور کے سامنے جان بوجھ کر کھولنا حرام ہے۔ حضرت اسلمیؓ جو اصحاب صفہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ایک دفعہ میری ران کھلی ہوئی تھی" سرور کائنات ﷺ نے فرمایا "اپنی ران کبھی نہ کھولو" (ابوداؤد' ماجہ)

ستر کے کھولنے کے متعلق بہت سے ارشادات ہیں تفصیل سے آئندہ تحریر کریں گے ایک مرتبہ حضرت علی سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: کہ تمہیں معلوم ہے کہ ران چھپانے کی چیز ہے" (ترمذی' ابن ماجہ) صرف دوسروں کے سامنے ہی نہیں بلکہ تنہائی میں بھی ننگا رہنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "خبردار کبھی ننگے نہ رہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ ہوتے ہیں جو تم سے کبھی زندگی میں جدا نہیں ہوتے یعنی دو فرشتے!"

ایک اور روایت میں فرمایا یعنی خیر و رحمت کے دو فرشتے سوائے اس وقت کے جب تم رفع حاجت کرتے ہو یا بیوی کے ساتھ سوتے ہو لہذا ان سے شرم کرو اور ان کا احترام ملحوظ رکھ" (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ارشاد رسول اللہ ﷺ ہوتا ہے کہ: اپنے ستر کو اپنی بیوی کے علاوہ ہر ایک سے محفوظ رکھو" سائل نے دریافت کیا کہ اور جب ہم تنہائی میں ہوں تب "حضورؐ نے فرمایا۔" تب اللہ سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے کیونکہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (ابوداؤ۔ ترمذی)

عورتیں ہشیار رہیں:

عورتوں کو غیر مردوں کو ہرگز نہیں دیکھنا چاہیے۔ نگاہ پڑ جائے تو ہٹالیں۔ دوسرے مردوں کے ستر تو درکنار آپس میں بھی ایک عورت دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے۔ یہ سب ناجائز شہوت رانی کے لئے جذب و کشش کا باعث بن جاتا ہے۔ ننگے رہنے کے لئے عورتوں کے لئے بھی وہی احکام ہیں جو مردوں کے لئے ہیں لیکن عورت کے ستر کی حدود مردوں سے مختلف ہیں۔ نیز عورت کا ستر عورت کے لئے الگ اور مرد کے لئے علاوہ اپنے شوہر کے الگ ہے۔

مردوں کے لئے عورت کا ستر ہاتھ (کلائی تک) اور منہ کے سوا اس کا پورا جسم کے جسے شوہر کے سوا حتیٰ کہ باپ، سگا بھائی یا دوسرا مرد نہیں دیکھ سکتا۔ نیز عورت کو ایسا باریک لباس نہیں پہننا چاہیے اس کا جسم اندر سے جھلکے یا بدن کی ساخت نمایاں ہو جائے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان کی بہن حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ ایک دن آئیں۔ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے چونکہ حضرت اسماءؓ بہت باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں لہذا حضور اکرم ﷺ نے اپنا رخ پھیر لیا اور فرمایا: "اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ جائز نہیں کہ منہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی اور حصہ نظر آئے"۔ (ابوداؤد)

عورت کے لئے عورت کی ستر کے حدود وہی ہیں جو مرد کیلئے ہیں۔ یعنی ناف سے گھٹنے تک درمیان کا حصہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورت دوسری عورت نیم برہنہ رہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ناف سے گھٹنے کے درمیان کا حصہ ڈھکنا فرض ہے اور دوسرے حصوں کا ڈھکنا فرض نہیں۔ مگر واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس آپ دیکھیں کلبوں، ہوٹلوں، ہسپتالوں میں اور بیرونی اسفار کے دوران ہوائی جہازوں میں ایسی عورتیں سے سابقہ پڑتا ہے جو زیر ناف کسی شوخ رنگ کپڑے کی تکون لٹکائے، پیٹ کھلا کھٹا کھٹ کرتی پھرتی ہیں اور دعوت دے رہی ہوتی ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ شریعت الٰہی، عورتوں سے صرف اتنا ہی مطالبہ نہیں کرتی جو اس نے مردوں سے کیا۔ یعنی نظر بچانا اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنا، بلکہ وہ ان سے کچھ اور بھی مطالبے کرتی ہے جو اس نے مردوں سے نہیں کئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرمگاہوں کی حفاظت کے معاملے میں مرد اور عورت یکساں نہیں۔

قرآن پاک میں شرم گاہوں کی حفاظت کا جہاں اعلان ہو رہا ہے۔ سلسلہ کلام جان کر بناؤ سنگھار (میک

اپ) سے جاملتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہوت رانی میں شرم گاہوں کے ساتھ ساتھ بناؤ سنگھار بھی پاکیزہ طریقہ نہیں جو آج کل اختیار کرلیا گیا ہے۔ خصوصاً جبکہ عورت بناؤ سنگھار کے معاملے میں سوقدم مرد سے آگے ہے اس کا اطلاق کئی باتوں پر ہوتا ہے۔

بناؤ سنگھار عورت کب کرے

اس معاملے میں پہلی چیز جو آجاتی ہے وہ ہے زرق برق اور فوق البھڑک کپڑے زیورات چہرے کی آرائش ہاتھوں کی تزئین جس کو موجودہ دور میں میک اپ کہا جاتا ہے جس کے بغیر عورت گھر سے باہر کسی محفل میں شرکت کے لئے نکلتی ہی نہیں۔ جب قرآن پاک میں اس کے بارے میں ارشاد ہوا تھا اس وقت گو کہ جس اسٹینڈرڈ کے بھڑک دار کپڑے زیورات اور آرائش حسن کے سامان آج موجود ہیں وہ نہ تھے اور اس کام کے لئے سامان میک اپ بہت محدود اور کم اسٹینڈرڈ کا تھا مگر پھر بھی بناؤ سنگھار کے بارے میں ارشاد ربانی ہوا:

ترجمہ: ''اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں کے آنچل ڈالے رکھیں۔'' (النور۔۳۱)

آج کیا ہو رہا ہے دلہن تیار ہو رہی ہے کپڑوں میں اعلیٰ لباس' زیوارت آرائش جمال میں حسن تدبر کی دلیل ہیں۔ سجاوٹ کے واسطے بیوٹی پارلر سے دیدہ زیب بنا کر اسٹیج پر سجا دیتے ہیں۔ چہرہ' ہاتھ اس لئے کھولتے ہیں کہ ہزاروں روپیہ بیوٹی پارلر میں خرچ ہو چکا جس کا اظہار ضروری ہے۔ فوٹو گرافر اپنی اپنی پسند کے ''پوز'' بنوار ہے ہیں۔ دلہن اگر غلطی سے نیچی نگاہ کرلیتی ہے تو بڑی پھرتی سے گردن اٹھا دیتے ہیں۔ مووی فلم بن رہی ہے کیونکہ روز روز تو یہ دن نہیں آتا۔ دلہن کی سہیلیاں ناچ کود رہی ہیں ان کا بس نہیں چلتا کہ دوپٹہ' اوڑھنیاں' آنچل جس کو ڈھکنے کا حکم قرآن دیتا۔ ہے سب اتار پھینک دیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جو یہ اجازت ہے کہ اپنی آرائش وزیبائش کو ظاہر نہ کرو مگر اس کے جو خود ظاہر ہو جائے آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ خود ظاہر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اسٹیج پر بیٹھ جائیں اور منہ پھاڑ سر پہاڑ دکھائیں سینکڑوں مردوں کے سامنے اپنے چودہ طبق روشن کریں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ منہ لپیٹ کر رکھو۔ مگر رعایت یہ ہے کہ اگر ہوا سے یا بے خیالی میں چادر یا دوپٹہ کا پلو ہٹ جائے تو گناہ نہیں ہے یہ مطلب نہیں کہ جان بوجھ کر اپنی زینت' اپنی آرائش اور میک اپ دکھانے کے لئے دعوت دیدیتی پھرو۔

مفسرین قرآن کا اس بات پر اجماع ہے کہ ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے میں بہت بڑا فرق ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن صریح طور پر ظاہر کرنے سے روک رہا ہے۔ اور ظاہر ہو جانے کے معاملے میں رخصت دے رہا ہے۔ اس رخصت کو ظاہر کرنے تک پھیلا دیتا مفہوم قرآن کیخلاف ہی نہیں گناہ ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ کے عہد میں حجاب کا حکم آنے کے بعد فوراً عورتوں نے اپنا اپنا منہ ڈھک لیا تھا' کوئی عورت ایسی نہیں تھی جس نے اپنا منہ نہ ڈھکا ہو۔ یہ

وضاحت ضروری ہے کہ ستر اور حجاب میں بڑا فرق ہے۔ ستر وہ چیز ہے جسے محرم مردوں کے بھی کھولنا ناجائز ہے۔ رہا حجاب تو وہ ستر سے زائد ایک چیز ہے جسے عورتوں اور غیر محرم مردوں کے درمیان حائل کیا گیا۔ اس تمام گفتگو سے صاف ظاہر ہے کہ عورت کو بناؤ سنگھار سے منع نہیں کیا گیا۔ وہ ضرور کرے مگر اپنے شوہر کے سامنے رہنے کے لئے اور محرم مرد بھی دیکھ لے تو حرج نہیں مگر ستر صرف شوہر دیکھ سکتا ہے۔

فحاشی کے اور راستے:

فواحش کے زمرے میں وہ حرکات بھی آتی ہیں جن کا ارتکاب اللہ تعالیٰ نے قابل تعزیر جرم قرار دے دیا ہے۔ اور وہ گناہ یہ ہے کہ عورتوں کے علاوہ اپنے ہم جنس کے ساتھ مباشرت کرنا ہے۔ دیکھئے (سورۃ العنکبوت۔ ۲۸)

''اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا تم تو وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ کیا تمہارا حال یہ ہے کہ مردوں کے پاس جاتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو۔''

سوچئے ذرا ہم جنسی پرستی مردوں میں تو چلی ہی آ رہی ہے مگر اب عورتوں میں اس کے جراثیم سرایت کر گئے ہیں امریکہ میں اب عام ہو چکی ہے کیونکہ عریانی جسم جو وہاں عام ہے اس ہم جنسی پرستی کی خشت اول ثابت ہو چکی ہے۔ سورۃ اعراف میں اس سلسلہ میں قرآن کیا کہتا ہے پڑھ لیں۔

ان اللہ لا یامر بالفحشاء

ترجمہ: اللہ بے حیائی کرنے کو نہیں کہتا۔'' مزید ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اے محمدؐ ان سے کہہ دو میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو بے شرمی کے کام ہیں خواہ کھلے ہوں یا چھپے۔

اللہ نے یہ جنت منکرین دین پر حرام کر دیں جنہوں نے دین کو کھیل اور تفریح بنا لیا جنہیں زندگی نے اس فریب میں مبتلا کر دیا تھا۔ آگے پڑھئے'' تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش نفس پوری کرتے ہوئے یہ خوب سمجھ لیں اللہ تعالیٰ نے تمام ذی حیات النوع میں نر و مادہ کا فرق محض تناسل اور بقائے نوع کے لئے رکھا ہے تاکہ دونوں صنفوں کے افراد مل کر ایک خاندان وجود میں لائیں۔ اور اس سے تمدن کی بنیاد پڑے۔ اور ساتھ ہی ان کے جذب اور انجذاب میں ایک مخصوص لذت رکھی گئی جو فطرت کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے بیک وقت داعی و محرک بھی ہے مگر اس کے برخلاف جو مرد یا عورت اس کے خلاف عمل کر کے اپنے ہم جنس سے شہوانی لذت حاصل کرتا ہے، وہ ایک ہی وقت میں اپنی طبعی ساخت اور نفسیاتی ترکیب سے جنگ کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ فطرت کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوتا ہے اور انسانی اجتماع کے ساتھ کھلی بددیانتی کرتا ہے۔ قرآن اس بات پر نفرین کرنے کے ساتھ دیدہ دلیری پر بھی لعنت کرتا ہے جہاں بتاتا ہے کہ'' فحش کام چھپ کر بھی نہیں کرتے بلکہ اعلانیہ اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے سامنے ارتکاب کرتے ہو۔ کیلیفورنیا میں کس قدر کلب ایسے ہیں جہاں اس ہم جنس پرستی، مرد مرد اور عورت عورت کے ساتھ

با قاعدہ اسٹیج پر تالیوں کی گونج' شراب کے دور کے درمیان جاری رہتی ہے۔

''سورۃ نمل'' میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''کیا تم ایسے بگڑ گئے ہو کہ دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے فحش کاری کرتے ہو''

اس فحاشی کے جراثیم بعض راستوں سے ہمارے وطن میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے۔

کیا نماز فحاشی سے روکتی ہے:

قرآن کھول کر پڑھ لیں' بامعنی پڑھئے' صاف لکھا ہے کہ نماز فحاشی سے روکتی ہے کیا یہ سچ ہے' سچ ہی ہے۔ قرآن کے الفاظ۔ معاذ اللہ! ان کو غلط کہنے والا کافر ہے۔

مگر خوب سمجھ لیں کہ نماز صرف حرکات بدن اور آیات کے ورد کا نام نہیں ہے بلکہ قلب و ذہن کا وظیفہ ہے تاکہ آپ کے اخلاق و کردار کی قوت کا محرکہ بن جائے۔ نماز کے وصف مطلوبہ کو اگلے فقرے میں قرآن خود بتاتا ہے۔ رہی تلاوت تو اس کے متعلق یہ جان لینا چاہیے کہ جو تلاوت آدمی کے حلق سے تجاوز کر کے اس کے دل تک نہیں پہنچتی وہ اسے کفر' بے حیائی' فحاشی کی طغیانیوں کے مقابلے کی طاقت تو درکنار خود ایمان پر قائم رہنے کی قوت بھی نہیں بخش سکتی۔ جب کہ ایک حدیث میں اس کے متعلق فرمایا گیا ہے: ''وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے (بخاری' مسلم' موطا)

یعنی تلاوت قرآن آدمی کے نفس کی اصلاح کرنے اور اس کی روح کو تقویت دینے کی بجائے اس کو اپنے خدا وحدہ لاشریک کے مقابلے میں اور زیادہ ڈھیٹ اور اس کے ضمیر کو بے حیا بنا دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''قرآن حجت ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف'' (مسلم) یعنی اگر قرآن کی ٹھیک ٹھیک پیروی کرتا ہے تو وہ تیرے حق میں حجت ہے دنیا سے آخرت تک جہاں بھی تجھ سے باز پرس ہوگی تو اپنی صفائی میں قرآن پیش کر سکتا ہے کہ میں نے یہ کام اس پاک کتاب کے مطابق کیا۔ اگر تجھے معلوم ہو کہ تیرا رب تجھ سے کیا چاہتا ہے اور کس چیز سے روکتا ہے۔ منع کرتا ہے پھر بھی تو قرآن کے خلاف کرے تو قرآن تیرے خلاف حجت ہے۔ خدا کے حضور جب پیش ہوگا تو یہ کہہ کر معافی کا خواہستگار بن سکتا ہے کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ مگر پانچ وقت قرآن پڑھ کر تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے معلوم نہیں تھا۔

فحشاء اور منکرات کا اطلاق جن برائیوں پر ہوتا ہے انہیں انسان کی فطرت برا سمجھتی ہے اس کا ضمیر غلط جانتا ہے ایک حدیث ہے عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ''جس کی نماز نے اسے فحاشی اور برے کاموں سے نہ روکا اس کی نماز نے اس کو اللہ سے اور زیادہ دور کر دیا''...... ابن مسعودؓ نے حضور اقدس ﷺ کا قول سنایا: اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے نماز کی اطاعت نہ کی اور اطاعت یہ ہے کہ آدمی فحاشی سے رک جائے۔ (ابن جریم) اسی مضمون کو عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن عباسؓ' حسن بصریؒ نے منقول کیا ہے (روح المعانی) (جاری ہے)